بعثتِ نبوی سے قبل مکی سماج پر معاہدہ حلف الفضول کے اثرات اور اس کی عصری معنویت

*ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

**بخت شید

ABSTRACT

The life of Prophet Muhammad ﷺ is the best example for Humanity. The success of humanity is in obedience of Hazrat Muhammad ﷺ. He gave guidance for individual and collective life. He took ideal steps for the improvement of society and for the end of atrocities.
In such steps one of them is the contract of Half ul Fudool. This historical agreement took place in 586 AD. In which they decided to support the oppressed and will not allow oppression. This agreement brought peace to the Arab society which was center of atrocities.
Our society is suffering from various atrocities. The rich class people oppress the lower class. It is difficult for poor to get justice. The judiciary system is also in trouble. In these circumstances we must learn from the agreemen of Half ul Fudool.
So that injustice can be eradicated from our society.
Key words: Prophet, Seerah, agreement, Half ul Fudool, injustice, society, atrocities.

تمہید:

رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی انسانیت کے لئے بہترین نمونہ اور ہر شعبے کے لئے مشعلِ راہ ہے، انفرادی واجتماعی زندگی میں آپ ﷺ کی تعلیمات، اسوہ حسنہ اور آپ ﷺ کے اقدامات بنی نوع انسان کو بہترین راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی دنیوی واخروی فلاح اور نجات آپ ﷺ کی پیروی میں رکھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تربیت اس نہج پر فرمائی کہ شروع ہی سے آپ علیہ السلام کو کامل واکمل انسان کے تمام اوصاف سے مزین فرمایا، اور ہر عیب سے آپ کو پاک رکھا۔

نبوت سے قبل ہی آپ علیہ السلام کو اپنے آبائی وطن مکہ معظمہ میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا، اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے مکی معاشرے کی فلاح اور ترقی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ علیہ السلام نے سماجی

---

* پروفیسر، ڈائریکٹر سیرت چیئر، چیئرمین آف ڈیپارٹمنٹ قرآن اینڈ سنہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی

** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مساوات، انصاف اور کمزوروں اور ضعیفوں کی داد رسی کے لئے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ آپ علیہ السلام کے ان نمایاں اقدامات میں معاہدہ حلف الفضول بھی ہے، جس نے مکی سماج پر بڑے دور رس اثرات مرتب کئے۔ اس آرٹیکل میں مکی سماج پر معاہدہ حلف الفضول کے اثرات اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت اور افادیت پر بحث کی جائے گی۔

خلیفہ اوّل، سیّدنا صدیقِ اکبر کا بیان ہے کہ "ایک موقع پر میں صحنِ کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں طائف کا ایک سردار اور عرب کا مشہور شاعر امیّہ بن صلت میرے پاس آئے اور یہ سوال کیا کہ بتاو نبی منتظر ہمارے خاندان میں پیدا ہوں گے یا تمہارے؟

حضرت ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ چونکہ اس سے قبل میں نے کبھی نبی منتظر کا ذکر نہیں سنا تھا۔ لہٰذا کوئی جواب نہ دے سکا۔ جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو میں اس کی بات پر غور کرتا ہوا صحائفِ آسمانی، تورات و انجیل کے عالم ورقہ بن نوفل کے پاس گیا۔ میرے سوال پر انہوں نے بتایا کہ نبی منتظر وسطِ عرب میں پیدا ہوں گے، جن کے نسب کا مجھے علم ہے، تمہارا قبیلہ بھی ان نشانیوں پر پورا اترتا ہے، میں نے پوچھا وہ کیا تعلیم دیں گے؟ جواب ملا، "ان کی تعلیم یہ ہوگی کہ ظلم نہ کرو، ظلم نہ سہو اور ظلم و ستم نہ ہونے دو۔"

پیغمبرِ رحمت، محسنِ انسانیت، ہادیِ عالم، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انسانی تاریخ کے جس دور میں ولادت اور بعثت ہوئی، وہ کفر و شرک کی ظلمت، وحشت و بربریت، بدامنی، قتل و غارت گری، طبقاتی تقسیم اور ظلم کے حوالے سے ایک خاص شہرت کا حامل تھا۔ اسلام سے قبل پوری انسانی دنیا بالعموم اور سرزمینِ عرب بالخصوص اس حوالے سے انسانی تاریخ میں ظلمت و جہالت کا ایک خاص حوالہ رکھتی ہیں۔

علاّمہ شبلی نعمانی رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت سے قبل عرب معاشرے کی تصویر کشی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یوں تو تمام جزیرہ عرب ایک ملک اور متحد قوم تھا، تاہم نہ تو کبھی تاریخ نے اس کے ملکی و قومی اتحاد کا نشان دیا اور نہ سیاسی حیثیت سے کسی زمانے میں تمام عرب ایک پرچم کے نیچے جمع ہوا۔ جس طرح گھر گھر کا الگ الگ خدا تھا، اسی طرح قبیلے قبیلے کے جدا جدا رئیس تھے، جنوبی عرب میں حمیری، ازد اور اقیال کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں، شمالی عرب میں بکر، تغلب، شیبان، ازد، قضاعہ، کندہ، لخم، جذام، بنو حنیفہ، اوس وخزرج، قریش اور ثقیف وغیرہ کی الگ الگ جماعتیں تھیں، جو ہمہ وقت خانہ جنگیوں اور لڑائیوں میں برسرِ

پیکار رہتی تھیں۔ بکر و تغلب کی چالیس سالہ جنگ قریب ہی میں ختم ہو چکی تھی، کندہ اور حضر موت کے قبائل لڑتے لڑتے فنا ہونے کے قریب تھے۔۔۔ خاص حرم اور اشہر حُرم میں قریش اور بنو قیس کے مابین جنگِ فِجار کا سلسلہ جاری تھا۔ حیرہ کے عرب بادشاہ اگرچہ شمالی عربستان میں اثر اور اقتدار رکھتے تھے، تاہم ان کا تجارتی سامان بھی عکاظ کے بازاروں میں بہ مشکل پہنچ سکتا تھا، شہورِ حج اہلِ عرب کے نزدیک مقدس ترین مہینے تھے، بایں ہمہ قتل و غارت گری اور خوں ریزی کو جواز فراہم کرنے کے لیے وہ کبھی بڑھا اور کبھی گھٹا دیتے تھے۔ ابو علی قالی نے "کتاب الامالی" میں لکھا ہے:

"وذٰلك لأنهم كانوا يكرهون أن تتوالى عليهم ثلاثة أشهر لا تمكنهم الإغارة فيها، لانّ معاشهم كان من الإغارة"۔

یہ اس لیے کہ وہ یہ نہیں پسند کرتے تھے کہ تین مہینے متصل ان پر غارت گری کے بغیر گزر جائیں۔ کیونکہ غارت گری ہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔[1]

انسانی تاریخ کے اس تاریک ترین دور میں محسن انسانیت ﷺ نے سرزمینِ عرب اور انسانی دنیا سے ظلم و غارت گری اور بدامنی کے خاتمے کے لیے تاریخ ساز اور انقلابی کردار ادا کیا۔

شفقت ورحمت اور مظلوموں کی دادرسی اسوۂ نبوی ﷺ کا امتیازی پہلو

قبل از بعثت ظلم کے خاتمے اور مظلوموں کی دادرسی کے حوالے سے آپ علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کے جو روشن پہلو تاریخ نے محفوظ کیے، وہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

"معاہدہ حلف الفضول (37 قبل ہجری/586ء) کو اس حوالے سے خصوصی اہمیت حاصل ہے، اور یہی ہمارے مقالے کا مرکزی موضوع ہے۔ علاوہ ازیں مظلوموں کی دادرسی اور ظلم کے سدباب کے لیے آپ ﷺ کی سیرتِ طیّبہ میں قبل از بعثت اور بعد از بعثت نبوی ﷺ بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

مولانا الطاف حسین حالی ظلم کے خاتمے، مظلوموں کی دادرسی اور عرب معاشرے میں قیامِ امن کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی تاریخی اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے کیا خوب کہتے ہیں:

ہوئے محو عالم سے آثارِ ظلمت — کہ طالع ہوا ماہِ برج سعادت

نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدّت — کہ تھا ابر میں ماہتابِ رسالت

یہ چالیسویں سال لطفِ خدا سے — کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا   مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا   وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ   یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطاکار سے درگزر کرنے والا   بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر وزبر کرنے والا   قبائل کو شیر وشکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا[2]

قبل از بعثت مظلوموں کی دادرسی، کم زوروں، محتاجوں اور مفلوک الحال طبقے کی امداد و اعانت کے حوالے سے پیغمبرِ رحمت، محسن انسانیت علیہ التسلیمات کے اسوہ حسنہ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ غم گسار جہاں اور دو عالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے، اس حوالے سے آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''الخلقُ عیال الله، فأحبّ الخلق إلى الله من أحسن إلىٰ عیاله''[3]

پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اللہ کے نزدیک مخلوق میں پسندیدہ ترین وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔

رحمۃ للعالمین، سیّد المرسلین ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ایک اہم اور نمایاں ترین وصف انسان دوستی، فلاحِ انسانیت اور معاشرے کے لاچار، بے بس و بے کس اور مظلوم افراد کی اعانت اور دادرسی بھی ہے، چنانچہ رازدارِ نبوت، زوجہ رسول ﷺ، سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ نے بعثت نبوی ﷺ کے اس اہم اور تاریخی موڑ پر جب آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی، آپ ﷺ کی تائید اور حوصلہ افزائی کے طور پر جو تاریخی کلمات کہے، وہ آپ ﷺ کی شخصی عظمت، انسان دوستی، فلاحِ انسانیت اور مظلوموں کی دادرسی کے حوالے سے آپ ﷺ کی صفتِ رحمۃ للعالمینی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

''کلّا واللہ ما یُخزیك الله أبداً، إنّك لتصل الرّحم و تحمل الکلّ وتکسب المعدوم و تقری الضّیف و تُعین علیٰ نوائب الحق''[4]

"ہر گز نہیں، بخدا اللہ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا، کیوں کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے آسرا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، فقیر لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پہنچنے والے مصائب میں اہلِ حق کی اعانت کرتے ہیں۔"

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب جنہوں نے بچپن سے جوانی تک آپ ﷺ کی سیرت و کردار اور حیاتِ طیّبہ کے ہر دور کا مشاہدہ کیا، وہ آپ ﷺ کے بارے میں کیا خوب کہتے ہیں:

وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للأرامل[5]

مظلوموں کی دادرسی، بے بسوں اور بے کسوں کی اعانت آپ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کا ایک امتیازی پہلو ہے، بعثت نبوی ﷺ سے قبل اس حوالے سے "معاہدہ حلف الفضول" میں بحیثیت ایک اہم اور بنیادی رکن کے رسالت مآب ﷺ کی شرکت تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ چناں چہ محسنِ انسانیت ﷺ کے حوالے سے "معاہدۂ حلف الفضول" کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ اس مستند تاریخی ریکارڈ سے تین بنیادی باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) ایک یہ کہ آپ ﷺ کا دل عنفوانِ شباب میں بھی غم انسانیت سے معمور تھا اور آپ ﷺ مظلوم انسانوں کی مدد اور ان کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے اور ہر قسم کے امتحان سے گزرنے کے لیے تیار رہتے تھے، نیز ان میں اپنی زندگی کی غایت مضمر دیکھتے تھے۔

(۲) دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کے دل میں ظلم کا استیصال (خاتمہ) کرنے اور مظلوم انسانیت کو ظالموں اور استحصالی قوتوں کے پنجہ استبداد سے رہائی دلانے کی تڑپ تھی۔

(۳) تیسرے یہ کہ آپ ﷺ معاشی مساوات پر یقین رکھتے تھے۔[6]

رسول اکرم ﷺ کا اسوہ اور غریبوں و مظلوموں کی دادرسی:

معاہدہ حلف الفضول کی تاریخی اہمیت اور دیگر تفصیلات کے بیان سے قبل مظلوموں کی دادرسی کے حوالے سے آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے چند واقعات کا ذکر موضوع کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں مدد دے گا۔ ذیل میں ان میں سے چند واقعات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

☆... عبد اللہ بن ابی سفیان ثقفی کا بیان ہے کہ قبیلہ اراش کا ایک شخص اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آیا۔ ابو جہل نے وہ اونٹ اس سے خرید لیا، مگر قیمت ادا کرنے میں لیت و لعل کرنے لگا۔ وہ اجنبی قریش کی ایک جماعت کے پاس پہنچا۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت مسجدِ حرام کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اراشی نے قریشیوں سے کہا کہ کون شخص ابوالحکم بن ہشام (ابو جہل) کے مقابلے میں میری داد رسی کرے گا اور اس سے میرا حق وصول کر کے دے گا؟ میں ایک غریب اور مسافر ہوں اور وہ میرا حق غصب کر کے بیٹھا ہے۔

اہلِ مجلس نے حضور اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ وہ یہ بات از راہِ مذاق کر رہے تھے کیوں کہ وہ لوگ حضور اکرم ﷺ اور ابو جہل کے درمیان عداوت و اختلاف کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کہنے لگے ان (حضور اکرم ﷺ) کے پاس جاو، وہ ابو جہل کے مقابلے میں تمہاری مدد کریں گے۔

وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا، ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ میں نے ان لوگوں سے اپنا حق وصول کر دینے کی درخواست کی تھی، مگر انہوں نے آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اس سے میرا حق وصول کروا دیں۔ اللہ آپ ﷺ پر رحم فرمائے، مہربانی کر کے ابو جہل کے پاس چلیے۔

حضور اکرم ﷺ اٹھ کر اس کے ہمراہ چل پڑے۔ قریش مکہ بھی دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے ایک شخص کو جاسوس بنا کر پیچھے پیچھے بھیجا کہ دیکھو، ابو جہل کیا کرتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ ابو جہل کے مکان پر پہنچے، دروازے پر دستک دی۔ ابو جہل نے اندر سے پوچھا کون؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں محمد (ﷺ) ہوں، باہر نکلو" ابو جہل باہر آیا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا اور اس پر خوف طاری تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس مظلوم کا حق ادا کرو۔ وہ کہنے لگا: ضرور، ذرا ٹھہریے، میں اس کی رقم اندر سے لے آتا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو جہل اندر گیا، اور اسی وقت اراشی کی قیمت لے کر باہر آگیا اور اس کے حوالے کر دی۔ حضور اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور اراشی سے کہا جاو اپنی راہ لو۔ اراشی نے آکر جماعت قریش کو سارا واقعہ سنایا اور دعا دی کہ اللہ اس شخص کو جزائے خیر عطا فرمائے، جس نے میرا حق مجھے دلوایا۔

اتنے میں ان کا جاسوس بھی پہنچ گیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا، بتاو، کیا صورت حال پیش آئی، اس نے کہا، میں نے عجیب بات دیکھی ہے۔ محمد ﷺ نے جب ابوجہل کے دروازے پر دستک دی اور وہ باہر نمودار ہوا تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، اور فوراً آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر بعد ابوجہل بھی آ گیا۔ وہ لوگ کہنے لگے۔ تیرے لیے ہلاکت ہو، تجھے کیا ہو گیا؟ اس قسم کی بات ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس نے جواب دیا: واللہ، جب محمد ﷺ نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے ان کی آواز سنی، تو میرے اوپر ایک رعب طاری ہو گیا اور میں مظلوم کی رقم ادا کرنے پر مجبور ہو گیا۔[7]

☆... اسی قسم کا ایک واقعہ علی بن برہان الدین الحلبی نے "سیرتِ حلبیہ" میں نقل کیا ہے کہ:

"ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، چند صحابہ کرام بھی پاس بیٹھے تھے کہ اسی اثناء میں قبیلہ زبید کا ایک شخص قریش کے سرداروں کے سامنے باری باری گھومنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا "اے قریش، کیسے کوئی شخص باہر سے تمہارے پاس آئے گا اور کس طرح کوئی تاجر اپنا سامان تجارت تمہارے شہر میں لائے گا، جب کہ تم حرم شریف میں بھی داخل ہونے والے پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے؟" وہ سب کے سامنے یہ بات کہتا کہتا بالآخر حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کس نے تمہارے اوپر ظلم کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ عمدہ قسم کے اپنے تین اونٹ فروخت کرنے کے لیے لایا تھا، ابوجہل نے ان کی اصل قیمت کی بجائے صرف تہائی حصہ قیمت پر مجھ سے سودا کیا ہے۔ ایک تو میرے سودے کی قیمت گھٹائی ہے، دوسرے اب قیمت بھی نہیں ادا کرتا اور نہ ہی ادائیگی کے لیے کوئی مدت مقرر کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا، تمہارے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا، قریب ہی اس ٹیلے پر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ اٹھے، صحابہ بھی ساتھ چلے۔ سب نے اونٹوں کو دیکھا تو واقعی اونٹ قیمتی تھے۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے اس قیمت پر اونٹوں کا سودا فرمایا جس پر وہ خود راضی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ اونٹ پکڑے اور پھر انہیں وہیں مناسب داموں پر فروخت بھی کر دیا اور ایک اونٹ کی قیمت بنی عبد المطلب کے مسکینوں اور بیوہ عورتوں میں تقسیم بھی کر دی۔ ابوجہل یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، مگر اسے کوئی بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ ابوجہل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، اے عمرو! آئندہ ایسی حرکت کرنے سے اجتناب کرو، ورنہ اس کا انجام تمہارے حق میں ٹھیک نہ ہو گا۔ وہ کہنے لگا بہت اچھا۔

"لا اعودُ یا محمد لا اعودُ یا محمد"

"اے محمد (ﷺ) آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔"

حضور اکرم ﷺ جب واپس تشریف لے گئے تو امیّہ بن خلف اور اس کے ساتھی ابو جہل سے کہنے لگے تو محمد (ﷺ) کے سامنے ذلیل ہوا۔ لگتا ہے تو ان کی اتّباع کا ارادہ رکھتا ہے یا ان کا رعب تجھ پر طاری ہو گیا ہے۔ اس نے کہا میں ان کی اتّباع تو جیتے جی نہیں کروں گا۔ رہا ان کے سامنے سہم جانے کا معاملہ تو اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ میں نے ان کے دائیں بائیں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور وہ میری طرف سیدھے کیے ہوئے تھے۔ اگر میں ان کی مخالفت کرتا تو یقیناً وہ مجھے زندہ نہ چھوڑتے۔[8] ☆...

مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری ہندوستان کے معروف صوفیا میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کی فریاد رسی کی درخواست پر سلطان فیروز شاہ تغلق کو مظلوموں کی امداد پر ابھارتے ہوئے ایک مکتوب لکھا۔ اس مکتوب میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی مظلوموں کی حد درجہ حمایت و نصرت کا ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے:

"حضرت بلال سے روایت ہے کہ میں حضرت رسالتِ مآب ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق کے گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا، پیغمبر علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا باہر جا کر دیکھو، جب میں باہر آیا تو ایک نصرانی کو کھڑا دیکھا۔ اس نے پوچھا محمد (ﷺ) یہاں ہیں؟ میں نے کہا ہاں، یہ سن کر وہ گھر کے اندر آیا، اور کہا، یا محمد ﷺ تم کہتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں، اور خدا کا بھیجا ہوا ہوں، مجھ کو اور لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دیتے ہو، اگر تم رسول بر حق ہو تو اس کو دیکھو کہ قوی ضعیف پر ظلم نہ کرے۔

پیغمبر ﷺ نے فرمایا، تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا ابو جہل نے میرا مال لے لیا ہے، یہ وقت آپ ﷺ کے آرام کا تھا، بڑی گرمی پڑ رہی تھی، لیکن آپ ﷺ اسی وقت روانہ ہوئے، تاکہ مظلوم کی مدد فرمائیں۔ میں نے (یعنی حضرت بلال نے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قیلولہ کا وقت ہے، گرمی پڑ رہی ہے، ابو جہل بھی قیلولہ کر رہا ہو گا، وہ برہم ہو گا، لیکن آپ ﷺ نہ رکے اور اسی طرح خشمگیں ابو جہل کے دروازے پر پہنچ کر اسے کھٹکھٹایا۔ ابو جہل کو غصہ آیا، اس نے اپنے بتوں لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ جس نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے، اس کو جا کر مار ڈالوں گا، باہر آیا تو دیکھا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کھڑے ہیں، بولا، کیسے آئے؟ کسی آدمی کو کیوں نہ بھیجا؟ پیغمبر علیہ السلام نے غصہ میں فرمایا: "اس نصرانی کا مال تم نے کیوں لے لیا ہے، اس کا مال واپس کرو۔" ابو جہل نے کہا، "اگر اسی کے لیے آئے ہو تو کسی آدمی کو کیوں نہ

بھیج دیا، میں مال واپس کر دیتا۔" پیغمبر علیہ السّلام نے فرمایا، اس کا مال واپس کرو، ابو جہل اس کا تمام مال باہر لایا اور اس کے حوالے کر دیا۔ نصرانی سے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا، اب تو تمہارا مال تمہارے پاس پہنچ گیا، اس نے کہا لیکن ایک اونی تھیلا رہ گیا ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے (ابو جہل سے) فرمایا: تھیلا بھی دو، ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ تم واپس جاو میں اس کو پہنچا دوں گا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت تک واپس نہ جاوں گا، جب تک کہ تم تھیلا بھی واپس نہ کر دوگے، ابو جہل گھر کے اندر گیا، اسے وہ تھیلا نہ ملا، لیکن اس سے بہتر تھیلا لایا اور بولا وہ تو مجھ کو نہیں ملا مگر اس سے بہتر لایا ہوں، اور اسی کو اس کے بدلے میں دیتا ہوں۔" پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: اے نصرانی، یہ تھیلا بہتر ہے یا وہ بہتر تھا۔ اس نے کہا، اے محمد ﷺ یہ بہتر ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اگر تم کہتے کہ وہ بہتر تھا، تو میں اس وقت تک واپس نہ جاتا، جب تک میں قیمت لے کر تمہارے حوالے نہ کر دیتا۔[9]

معاہدہ حلف الفضول... مظلوموں کی امداد کا تاریخی منشور اور محسنِ انسانیت ﷺ کا کردار

معاہدۂ حلف الفضول[10] ذوالقعدہ 37 قبل ہجری / 586ء سرزمین عرب بالخصوص مکے کی ریاست میں عرب تاریخ میں پہلی مرتبہ قیامِ امن، بنیادی انسانی حقوق، بطورِ خاص مظلوموں اور بے کسوں کی دادرسی کا پہلا تاریخ ساز معاہدہ ہے۔ جس میں شریک ہونے والے رضاکار متحدہ طور سے اپنے شہر (مکے) میں ظالموں کا ہاتھ روکتے اور مظلوموں کو ان کا حق دلاتے۔[11]

معاہدہ حلف الفضول کے اسباب و محرکات:

بیشتر مورخین اور سیرت نگار "حلف الفضول" کا محرک عہدِ جاہلیت کے ایک مخصوص واقعہ کو قرار دیتے ہیں، وہ یہ کہ بنوزبید کا ایک شخص مکہ میں کچھ مال بغرض تجارت لایا، جسے عاص بن وائل نے خرید لیا، اکثر روایتوں میں اس کا نام عاص بن وائل سہمی بیان کیا گیا ہے، جب کہ "کتاب المنمق" کی ایک روایت میں ابنِ ابی ثابت کے حوالے سے اس کا نام حذیفہ بن قیس السہمی بتایا گیا ہے۔[12]

لیکن اس نے اس کی قیمت ادا نہ کی، وہ دادرسی کی غرض سے مدعی بن کر قبائل قریش میں فریاد لے کر گیا۔ اس نے عاص بن وائل کے دوست قبائل عبدالدار، مخزوم، جمح، سہم، عدی بن کعب سے اس عمل کی شکایت کی۔ مگر عاص بن وائل کی وجاہت سے اس کی فریادرسی کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی۔ ایک صبح جب

قریش خانہ کعبہ کے گرد جمع تھے تو اس تاجر نے چند شاکیانہ اور درد مندانہ اشعار پڑھ کر اپنی بے بسی ظاہر کی۔ چنانچہ طلوعِ آفتاب کے وقت جبکہ قریش حرم کعبہ میں حسب معمول اپنی مجلس جمائے بیٹھے تھے، وہ جبل ابی قبیس پر چڑھ گیا اور وہاں کھڑے ہو کر بلند آواز سے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعے فریاد کی:

یاآل فھر المظلوم بضاعته ببطن مکة نائی الدّار والنفر

اے فہر کی اولاد اس مظلوم کی فریاد سنو، جس کا مال و متاع شہر مکہ میں ظلماً چھین لیا گیا ہے، وہ غریب الدیار (مسافر) ہے، اپنے وطن سے دور، اپنے مدد گاروں سے دور۔

ومحرم اشعث لم یقض عمرته بالرّجال وبین الحِجر والحَجر

وہ ابھی احرام کی حالت میں ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، اس نے ابھی عمرہ بھی ادا نہیں کیا، اے مکے کے سردارو! میری فریاد سنو، مجھ پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم کیا گا ہے۔

انّ الحرام لمن تمّت کرامته ولا حرام لثوب الفاجر الغدر

عزّت و حُرمت تو اس کی ہے جس کی شرافت کامل ہو۔ جو فاجر اور دھوکے باز ہو، اس کے لباس کی تو کوئی حرمت نہیں۔

حرم میں موجود تمام قریشی سرداروں نے اس مظلوم کی یہ فریاد سنی، تاہم سب سے پہلے جسے اس بے یارو مدد گار مسافر کی فریاد پر لبّیک کہنے کا حوصلہ ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا حضرت زبیر بن عبد المطلب تھے، آپ کو یہ سن کر یارائے ضبط نہ رہا۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا: "مالھذا مترک" اب اس فریاد کو نظر انداز کر دینا ہمارے بس کا روگ نہیں۔[13]

اس کے بعد "معاہدہ حلف الفضول" عمل میں آیا۔[14]

سیرت نگاروں اور مورخوں نے "حلف الفضول" کے دیگر کئی اور اسباب و محرکات بھی بیان کیے ہیں۔ چنانچہ ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ)[15] ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)[16] اور دیار بکری (متوفی ۹۶۶ھ)[17] کے مطابق قبائل قریش حرم کے تقدس اور عظمت کو پامال کرتے ہوئے اس میں ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے۔ اس کے سد باب اور تدارک کے لیے یہ تاریخی معاہدہ وجود میں آیا۔

جبکہ علامہ شبلی نعمانی نے سر زمینِ مکہ کی بد امنی، طویل جنگوں، غارت گری، ظلم و سفاکی کو اس معاہدے کا محرک اور بنیادی سبب قرار دیا ہے۔ چنانچہ موصوف رقمطراز ہیں:

"لڑائیوں کے متواتر سلسلے نے سینکڑوں گھرانے برباد کر دیے تھے، اور قتل و سفاکی موروثی اخلاق بن گئے تھے، یہ دیکھ کر بعض طبیعتوں میں اصلاح کی تحریک پیدا ہوئی، جنگ فجار سے لوگ واپس پھرے تو زبیر بن عبد المطلب نے جو رسول اللہ ﷺ کے چچا اور خاندان کے سرکردہ تھے، یہ تجویز پیش کی، چنانچہ خاندانِ ہاشم، زہرہ اور تیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور معاہدہ طے پایا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کوئی ظالم مکے میں نہ رہنے پائے گا۔[18]

جبکہ سیّد امیر علی نے ایک اور واقعہ کو اس کا سبب قرار دیا ہے۔ جس میں قبیلہ بنی قیس کا مشہور شاعر حنظلہ اگرچہ ایک ذی مرتبہ قریش عبد اللہ بن جدعان کی زیر حمایت مکے آیا لیکن اس کے باوجود سر بازار لٹ گیا۔ بے آئینی کے ایک اور واقعے نے ایسی نازک صورتحال اختیار کرلی کہ اس کا تدارک ضروری ہو گیا۔[19]

رومانیہ کے سابق وزیر خارجہ کونستانس جیور جیو نے سیرتِ طیبہ پر ایک کتاب لکھی، جس کا عربی ترجمہ ڈاکٹر محمد التونجی نے "نظرة جدیدة فی سیرة رسول اللہ ﷺ" کے عنوان سے کیا، اس میں مصنف مذکور نے "حلف الفضول" کے متعلق اپنی تحقیق کا اضافہ کیا ہے، اس سے اس حلف کو ایک منظم اور طاقتور بنانے میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی مساعی جمیلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ "حلف الفضول" کے زیرِ عنوان رقمطراز ہے:

"کان حلف الفضول عبارة عن کوکبة مؤلّفة من رهط من الفتیان المسلّحین هدفهم ان لا یضع حق المظلوم"[20]۔

"حلف الفضول عبارت ہے اس منظم دستے سے جو مسلح نوجوانوں پر مشتمل تھا اور جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی مظلوم کا حق ضائع نہ ہو۔"

کونستانس جیور جیو اس کا سبب اور وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"ایک بدو جنوبی علاقے سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے مکۂ مکرمہ آیا، اس کے ہمراہ اس کی ایک خوبرو بیٹی بھی تھی، مکے کے ایک دولت مند تاجر نے اس بچی کو اغوا کر لیا، اس مسکین باپ کے لیے بجز اس کے کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ وہ اپنے قبیلے کے پاس جائے، انہیں اپنی داستان غم سنائے اور ان سے مدد کی درخواست کرے، لیکن پھر اسے یاد آیا کہ اس کے قبیلے میں مردوں کی تعداد بہت کم ہے، وہ مکے کے دس قریشی قبیلوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے، وہ اسی پریشانی میں سرگرداں تھا، جب حضرت محمد ﷺ کو اس واقعے کا علم

ہوا تو آپ ﷺ نے قریش کے نوجوانوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کہ اس قریشی نے اس تاجر کے ساتھ جو نازیبا حرکت کی ہے، اس پر ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ چنانچہ قریش کے چند نوجوان کعبۃ اللہ کے پاس جمع ہوئے اور سب نے بایں الفاظ حلف اٹھایا:

"نقسم ان نحمی المظلوم حتیٰ یستعید حقّه من الظالم و نقسم ان لا یکون لنا هدف معین من وراء هذا العمل ولا یهمّنا ان یکون المظلوم فقیراً او غنیاً"[21]

"ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ مظلوم کی مدد کریں گے، یہاں تک کہ ظالم سے وہ اپنا حق واپس لے لے اور ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ اس حلف سے اس کے بغیر ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہو گا، ہم اس کی پروا نہیں کریں گے کہ مظلوم غنی ہے یا فقیر۔"

موصوف مزید رقمطراز ہیں:

"جب انہوں نے قسم اٹھائی تو حضور اکرم ﷺ ان کے ہمراہ تھے، پھر انہوں نے حجر اسود کو زمزم کے پانی سے دھویا اور اس دھون کو پی لیا۔ مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ اپنی اس قسم پر پختہ رہیں گے۔ حلف برداری کے بعد سرکار دوعالم ﷺ اپنے نوجوان ساتھیوں کو ہمراہ لے کر اس ظالم تاجر کے گھر گئے اور اس کے مکان کا گھیراو کر لیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس بچی کو عزت و آبرو کے ساتھ واپس کر دے۔ آخر بادل نخواستہ اسے بچی کو واپس کرنا پڑا۔"[22]

اسی مصنف نے ایک اور روایت بھی ذکر کی ہے کہ ایک پردیسی تاجر مکے آیا۔ ابو جہل نے اس سے کچھ سامان خریدا، لیکن قیمت کی ادئیگی سے انکار کر دیا۔ وہ فریاد کناں اپنے قبیلے کے پاس آیا، انہیں برانگیختہ کیا کہ وہ اس کی مدد کریں، لیکن ایک محدود افراد پر مشتمل قبیلہ، قریش کے دس قبائل سے کیوں کر ٹکر لے سکتا تھا، انہوں نے معذرت کر دی تو وہ تاجر پھر مکے لوٹ آیا، حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابو جہل کی اس حرکت کا علم ہوا تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفس نفیس ابو جہل کے گھر تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ وہ اس سامان کی قیمت تاجر کو ادا کرے، چنانچہ بادل نخواستہ اسے قیمت ادا کرنی پڑی۔[23]

چنانچہ انسانیت کے محسنِ اعظم حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک اور کوششوں کے نتیجے میں بنو ہاشم، بنو عبد المطلب اور خاندان زہرہ و تیم نے متحد ہو کر معاہدہ کیا کہ چاہے مکے کے باشندے ہوں یا اجنبی، آزاد ہوں یا غلام، انہیں مکے کی حدود کے اندر ہر طرح کے ظلم اور نا

انصافی سے محفوظ رکھا جائے گا اور ظالموں کے ہاتھوں ان کے نقصانات کی پوری پوری تلافی کرائی جائے گی۔

معاہدہ حلف الفضول کے ہمہ گیر اثرات

آنحضرت ﷺ اس انجمن کے اہم رکن تھے۔ اس کی بدولت کمزوروں اور مظلوموں کو بڑی حد تک امن و امان نصیب ہو گیا۔ اپنے قیام کے پہلے ہی سال میں اسے اتنا رعب و داب نصیب ہو گیا کہ اس کی طرف سے کسی معاملہ میں مداخلت کا اشارہ ہی زبردستوں کی بے آئینی روکنے اور زیردستوں کے نقصانات کی تلافی کرانے کے لیے کافی ہوتا تھا۔

ابنِ حبیب بغدادی کے مطابق اس تاریخی معاہدے کے طے پا جانے کے بعد یہ عالم تھا کہ مکے میں اگر کسی شخص پر کوئی ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرتا، تو لوگ فوراً اس کی مدد و حمایت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کے الفاظ میں:

"فمکثوا کذٰلك لا یظلم احد بمکۃ إلّا أخذوہ له"[24]

یہ انجمن تاریخ اسلام کی پہلی نصف صدی کے اختتام تک پوری قوت سے قائم رہی۔[25]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم لکھتے ہیں:

"مکے والوں کو اس پر بجا طور سے فخر ہو سکتا ہے کہ جس زمانے میں باقی عرب بلکہ باقی دنیا میں لاٹھی راج کا دور دورہ تھا۔ اس وقت انہوں نے رضاکارانہ امدادِ مظلومین کے لیے اپنی جتھا بندی کی اور تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے رات کی بات دن ہوتے ہوتے بھلا نہ دی بلکہ ہمیشہ اس کی لاج رکھی۔ زمانۂ جاہلیت میں اس کی دہائی سے ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے سرغنہ تھراتے تھے۔ خود آنحضرت ﷺ بھی زمانہ قبل از اسلام ہجرت سے قبل اس میں موثر طور پر عملی حصہ لیتے رہے۔[26]

معاہدے کے محرک حضرت زبیر بن عبد المطلب تھے، جب کہ محسنِ انسانیت ﷺ اس کے اہم رکن اور داعی کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی کوششوں کے نتیجے میں بنو ہاشم، بنو عبد المطلب، بنو اسد بن عبد العزیٰ، بنو زہرہ بن کلاب اور بنو تیم بن مرہ، عبد اللہ بن جدعان جو اپنی قوم کے سردار تھے، کے گھر جمع ہوئے اور "معاہدہ حلف الفضول" طے پایا۔[27] ابن ہشام لکھتے ہیں:

"فاجتمعوا فی دار عبداللہ بن جدعان لشرفه وسنّه، فکان حلفهم عندہ"[28]

"یہ لوگ ابن جدعان کے مکان میں جمع ہوئے، اس کے بااثر اور معمر ہونے کی بناء پر اور انہی کی موجودگی میں انہوں نے حلف لیا۔"

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں:

"اس معاہدہ "حلف الفضول" میں ایک رضاکار جماعت نے شرکت کی، جس کا مقصد حدود شہر میں ہر مظلوم کی مدد کرنا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا تھا جب تک مظلوم کو حق نہ دیا جائے، وہ مظلوم چاہے اسی شہر کا ہو یا کوئی اجنبی ہو۔"[29]

"کتاب الاغانی" کی روایت کے مطابق "معاہدۂ حلف الفضول" کے شرکاء نے یہ عہد بھی کیا تھا کہ وہ معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے۔[30]

معاہدہ حلف الفضول کی تاریخی عظمت واہمیت:

محسنِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تاریخ ساز معاہدۂ عدل و انصاف میں بھرپور اور فعال کردار ادا کیا۔ رسالت مآب ﷺ کی نگاہِ قدر شناس میں اس معاہدے کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ بدلتا، اور آج بھی اس معاہدے کے لیے کوئی بلائے تو میں شرکت کے لیے تیار ہوں۔[31]

مورخین اور سیرت نگاروں نے "حلف الفضول" کی تاریخی اہمیت و عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی نے اپنے تحقیقی مقالے "حلف الفضول۔ عصری معنویت" میں اس کا جائزہ لیا ہے۔

محمد بن حبیب البغدادی "کتاب المنمق فی اخبار قریش" میں رقمطراز ہیں:

"کان حلفاً لم یسمع النّاس بحلف قطّ کان أکرم منه ولا أفضل منه"[32]

یہ ایک ایسا معاہدہ تھا کہ اس سے زیادہ باعزت اور افضل معاہدے کا تذکرہ لوگوں نے کبھی نہیں سنا۔

سہیلی اور ابنِ کثیر نے اس معاہدے کی اہمیت و عظمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وکان حلف الفضول أکرم حلف سمع به وأشرفه فی العرب"[33]

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی لکھتے ہیں: جو قبائل اس معاہدے میں شریک نہیں ہو سکے تھے، ان کے سربر آوردہ لوگ اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور اس میں عدم شرکت کو اپنی محرومی تصور کرتے تھے۔

موصوف لکھتے ہیں: "عتبہ بن ربیعہ نے جو عہدِ جاہلیت میں مکے کے سرداروں میں سے تھا اور قبیلہ بنو عبد شمس سے تعلق رکھتا تھا، ایک موقع پر "حلف الفضول" کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا: "یہ بہت اچھا معاہدہ تھا، بخدا، اگر میں اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر کسی معاہدے میں شریک ہو سکتا، تو "حلف الفضول" میں ضرور شرکت کرتا۔"[34]

انسانی تاریخ کے "بنیادی انسانی حقوق" کے تحفظ اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے منعقدہ اس تاریخ ساز غیر تحریری معاہدے کے دیگر ممبران و شرکاء نے قیام امن، انسانی حقوق کے تحفظ اور پُر امن بقائے باہم کے اصولوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کی انجام دہی کو لازمی قرار دیا، اس کے تحفظ اور اپنی ذمہ داریوں کے تعین نیز اس کے نفاذ کے لیے ہر ممکن اقدامات کا اعلان کیا۔

چنانچہ ابنِ ہشام اور ابنِ اثیر نے معاہدے کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"تحالفوا وتعاقدوا ان لا یجدوا بمکۃ مظلوماً من أھلھا أومن غیرھم من سائر النّاس إلّا قاموا معہ وکانوا علیٰ من ظلمہ حتّی تردّ علیہ فظلمتہ"[35]

"ان لوگوں نے حلف اٹھا کر معاہدہ کیا کہ اس شہر میں جس پر بھی ظلم ہو گا ہم سب (شرکائے معاہدہ) مظلوم کی مدد اور نصرت کے لئے ظالم کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے، وہ مظلوم چاہے مکہ کا رہائشی ہو یا کوئی اجنبی ہو۔ اور اس وقت تک ظالم کا مقابلہ کرتے رہیں گے جب تک وہ مظلوم کو اس کا حق نہ دے۔"

معاہدے کی اہم دفعات درج ذیل تھیں:

(۱) مکے سے بدامنی دور کی جائے گی۔

(۲) مسافروں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

(۳) مظلوموں کی امداد کی جائے گی، خواہ وہ مکے کے باشندے ہوں یا اجنبی۔

(۴) زبردست کو زیردست پر ظلم و زیادتی سے روکا جائے گا۔[36]

"حلف الفضول" کے شرکاء نے جو حلف لیا وہ یہ تھا:

"باللہ لنکونن یداً واحدۃ مع المظلوم علی الظالم حتیٰ یودی إلیہ حق، مابلّ بحر صوفۃً ومارسی حراء وثبیر مکانہما وعلیٰ التأسی فی المعاش۔"[37]

"خدا کی قسم ہم سب مل کر ایک ہاتھ بن جائیں گے اور وہ مظلوم کے ساتھ رہ کر اس وقت تک ظالم کے خلاف اٹھا ہوا رہے گا تا آنکہ وہ (ظالم) اس (مظلوم) کو حق ادا نہ کر دے۔ اور یہ اس وقت تک جب تک کہ سمندر گھونگوں کو بھگوتا رہے اور حراء وثبیر کے پہاڑ اپنی جگہ قائم ہیں، اور ہماری معیشت میں مساوات رہے گی۔[38]

اس کا آخری فقرہ بھی غور طلب ہے۔ مورخین ساکت ہیں کہ اس کا منشاء کیا تھا، بہر حال یہ تو یقینی ہے کہ مدد کو جانے والے جب اپنی جان سے حاضر تھے تو اپنے مال کی کیا پروا کرتے۔[39]

زبیر بن عبد المطلب نے جو رسالت مآب ﷺ کے چچا ہیں، اپنے بعض اشعار میں اس معاہدے کا ذکر اس طرح کیا ہے:

ان الفضول تحالفوا وتعاقدوا ان لا یقیم ببطن مکۃ ظالم

فضول (فضل بن وداعہ، فضل بن فضالہ اور فضیل بن حارث) نے سب سے اس امر پر عہد اور حلف لیا کہ مکے میں کوئی ظالم نہ رہ سکے گا۔

"أمر علیہ تعاہدوا وتواثقوا فالجار والمعتر فیہم سالم

اس پر سب نے پختہ عہد کیا کہ پس مکہ میں پڑوسی اور آنے والا سب مامون اور محفوظ ہوں۔[40]

محسنِ انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تاریخ ساز معاہدۂ امدادِ مظلومین (معاہدۂ حلف الفضول) میں بھرپور اور مؤثر کردار ادا کیا، رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ قدر شناس میں اس معاہدے کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ عہدِ نبوی میں ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اس معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ بدلتا اور آج بھی اس معاہدے کے لیے کوئی بلائے تو میں شرکت کے لیے تیار ہوں۔[41]

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں: "اس معاہدے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرکت اس دور کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔... اس معاہدے کی اہمیت اس سے بہت زیادہ ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

سیرت نگار اور مورخ اسے دیتے ہیں، پیغمبرِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بجا طور سے غیر معمولی اہم سمجھتے تھے، اس کی تحریک و تجویز بلاشبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی تھی، لیکن یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلِ دردآشنا کی آواز تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمتِ خلق کو مقصدِ زندگی سمجھتے تھے، اس اعتبار سے "معاہدۂ حلف الفضول" میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرکت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قومی زندگی کا اوّلین سنگِ میل ہے۔[42]

معروف سیرت نگار علّامہ قاضی سلیمان منصور پوری اس معاہدے کی تاریخی اہمیت و عظمت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انگلستان میں "نائٹ ھڈ" کا آرڈر جس کے ممبران قریباً یہی اقرار کیا کرتے تھے، اس معاہدے کے کئی صدیوں بعد قائم ہوا تھا۔"[43]

انسانیت کے محسنِ اعظم، سیّدِ عرب و عجم، حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حیثیت سے انسانی حقوق کے تحفظ، مظلوموں کی دادرسی اور اس معاہدے کے عملی نفاذ کے سلسلے کا اہم محرک قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور یہیں سے انسانیت کے عظیم محسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریکِ انسانی حقوق کی تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے۔

معاہدہ حلف الفضول کی عصری معنویت:

معاہدہ حلف الفضول اس وقت واقع ہوا جب جزیرۃ العرب میں کوئی باقاعدہ حکومت قائم نہیں تھی اور لا اینڈ آرڈر کا کوئی نظام نہیں تھا، ان دگرگوں حالات میں اس معاہدے نے قیامِ امن اور غریبوں کی دادرسی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ موجودہ حالات میں پوری دنیا میں عدل و انصاف کی صورتحال پریشان کن ہے بالخصوص ہندوپاک میں مسلمان سیاسی اور سماجی اعتبار سے مختلف مسائل کے شکار ہیں، ہمارے معاشرے میں ظلم کا خونی پنجہ طاقتور بن چکا ہے طاقتور اور صاحبِ حیثیت لوگ کمزوروں کو خاطر میں نہیں لاتے، مزید برآں ظالم کے حق میں نعرے بلند کئے جاتے ہیں، اور مظلوم کی دادرسی نہیں کی جاتی۔ ان حالات میں مسلمانوں کو چاہئے کہ باہمی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر اتفاق و اتحاد کی راہیں تلاش کریں، اور نئی شیرازہ بندہ کر کے کسی ایجنڈے پر متفق ہو کر مظلوم طبقات کی دادرسی کے لئے کردار ادا کریں اور معاشرے

سے ظلم و بربریت اور ناانصافی کے خاتمے کی کوشش کریں جس کا واحد ذریعہ اتفاق و اتحاد ہے جس کے لئے معاہدہ حلف الفضول سے راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ معاشرے میں قیامِ امن اور ظلم کے خاتمے کے لئے نہ صرف مسلمانوں کا باہمی اتحاد ہو سکتا ہے بلکہ اس مقصد کی خاطر غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاہدات کئے جاسکتے ہیں جن کی پاسداری لازم ہو گی، جیسا کہ معاہدہ حلف الفضول میں غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا، یہ معاہدہ اگرچہ نبوت سے پہلے کا تھا مگر رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد میں فرمایا تھا کہ اگر مجھے آج بھی اس کی طرف بلایا جائے تو میں لبیک کہہ کر تیار رہوں گا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک اصولی فیصلہ تھا جو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔

تجاویز وسفارشات:

معاہدہ حلف الفضول کے نکات سے عصرِ حاضر کے سماجی، سیاسی اور معاشرتی مسائل کے حل کے حوالے سے مندرجہ ذیل بنیادی امور سامنے آتے ہیں:

1۔ مظلوموں کے حقوق کی ادائیگی ممکن بنانے کے لئے ہر جائز کوشش کرنی چاہیے۔

2۔ معاشرے کے بااثر لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ ہر قسم کے ظلم کے خلاف جسدِ واحد بن کر کردار ادا کریں، اور مظالم کے خاتمے کی کوشش کریں۔

3۔ معاشرے سے مظالم کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور معاہدات کی خاطر ہر قسم کے مفادات سے بالاتر ہو ان کا حصہ بننا چاہیے۔

4۔ مظلوم طبقوں کو تحفظ فراہم کرنے میں افرادِ معاشرہ اپنا کردار ادا کریں، اور اس ضمن میں آنے والی ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کریں۔

5۔ ظلم کا خاتمہ اور مظلوموں کی دادرسی اسلامی معاشرے اور ریاست کی بنیادی خصوصیات میں سے ہے لہٰذا مسلم ریاستوں اور افرادِ معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ظلم کے خاتمے کے لئے اقدامات کریں اور مظلوموں کی دادرسی کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔

6۔ عدالتی نظام میں بہتری لائی جائے تاکہ فوری اور مفت انصاف تک رسائی ہر فردِ معاشرہ کے لئے ممکن ہو، اور معاشرے سے ظلم واستحصال کا خاتمہ ہو۔

حوالہ جات

[1] Shibli Numani,Seerat un Nabiﷺ,Maktaba madnia,Lahore,1408H,2/8
[2] Haali,Moulana Altaf Hussain,Musadas-e-Hali,Fazali Sons,Karachi,1999,p58-59
[3]- Wali Uddin Khateeb,Mashkat ul masabih,H.M Saeed Company,Karachi,p425
[4] Bukhari,Muhammad bin Ismail,Al-sahih,baab Bad.il.wahi, Asah ul mataby,Karachi,1/3
[5]Abu Abdullah ,Aḥmad bin Hanbal,Al-musnad,Dar ul muarif ,Miser,1936,8/62
[6] Naseer Ahmad Nasir,paygambar-e-Aazam ﷺwa Aakhir,Feroz sons,Karachi,p195-196
[7]-Ibn-e-hashaam,Seerat ul Nabviya,Misar,1/416-417; Muhammad Saad Ullah,Hafiz,wo apny praye ka gum khany waly,Iqbal publishing company ,Lahore,p279-280
[8] - Burhan Uddin Halbi,Seerat ul Hilbiya,1/506;Muhammad Saad Ullah,Hafiz,wo apny praye ka gum khany waly,p279-280
[9] - Muhammad Saad Ullah ,wo apny praye ka gum khany waly,p281
[10] Half ul Fazool,ye lafz “Ha ح” par zeyr aur zabar dono tarha se istemal hota ha aur is k mana qasam k elawa muamly k b hain' Urdu Daiera e muarif Islamia,Danish gaah,Punjab,Lahore,1973,8/512
[11] Muhammad Hameed Ullah,Rasool e Akram ﷺki siyasi zindagi,Dar ul ashaet ,Karachi,p58
[12] Urdu Daiera e muarif Islamia,8/513
[13] Al Azhari,Peer Muhammad Karam shah,Zia un Nabiﷺ,Zia ul Quran publications,1415h,2/121
[14] Umar Farookh,Tarikh e Jahliya,Dar ul ilm ,Bairut,1924,p132
[15] Ibn e Quteba,Al muarif,Dar ul Kutab,Qahira,1960,p604
[16] Ibn e Jozi, Al Wafa ba Hawal-e-Mustafa,Dar ul kutab Al Hadeesiya,Misar1966,1/135
[17] Hussain bin Muhammad bin Hassan al-diyaar,Tareekh ul Khumais,Al matbat ul aamira,1/295
[18] - Shibli Numani,Seerat ul Nabiﷺ,maktaba madniya,Lahore,1408H,1/115
[19] Sayyad Ameer Ali,Rooh e Islam,Adara Saqafat–e-islamia,Lahore,p87
[20] Konstans jeor jeo,Nazratu Jadeda fi Seerat e Rasoolﷺ ,Dar ulArbiya,Bairut,1983,P39
[21]Nazratu Jadeda,P40; Muhammad Karam shah AL-Azhari,Zia un Nabi,2/124
[22] Abid,p40;2/124
[23] Abid,p41;2/125
[24]Ibn e Habib Bagdadi,kitab ul Munamaq fi akhbar-e-quraish,Dairatul muarif Usmaniya, Haider abad ,Dakan,1964,P342
[25] Sayyad Ameer Ali,Rooh e Islam,p 87-88
[26] Dr Hameed Ullah ,Rasool Allahﷺ Ki siyasi zindagi,p 59
[27] Ibn e Saad,Al-tabqaat,Dar-e-sadir,Bairut1/128-129
[28] - Abid,1/145
[29] Hameed Ullah,Ehad-e-Nabviﷺ main Nazamy Hukmarani,Urdu Academy Sindh,Karachi,p 144
[30] Abul Faraj Asfahani,kitab ul Agani,Dar ul Saqafa,Bairut,1959,17/213
[31] Ibn ul Aseer Aljazri,Al-kamil fil Tarekh,Dar-e-Sadar,Bairut,2/141
[32] Ibn e Habib Bagdadi,kitab ul Munamaq fi akhbar-e-quraish, Daira muarif-e-Usmaniya,p 45
[33] Abdur Rehman Suheli,Al-rozul Anaf,Maktab tul kulyat Al-Azhariya,Qahira,2/72;Ibn e Kasir Albdaya wal nahaya,Dar ul Rayan,Misar,1408,2/270

[34] Ibn e Habib Bagdadi,kitab ul Munamaq,p 344
[35]Ibn e Hashaam,Seerat ul Nabviyaﷺ,1/145
[36] Ibn e Saad,Tabqat ul Kubra,1/128
[37] Suheli,Al-rozul Anaf,1/157
[38] Hameed Ullah,Rasool Allahﷺ ki Siyasi zindagi,p59-60
[39]- Abid,260
[40] Suheli,Al-rozul Anaf,1/157
[41] Ibn ul Aseer Aljazri,Al-kamil fil Tarek ,2/141
[42] Naseer Ahmad Nasir,Pegambar-e-Azam o AAkhir,Feroz sons,Karachi,p194.195
[43]Qazi Suleman Mansoor Puri,Rahmat ul lil AAlameen,Dar ul ashaet,Karachi,1/47